رنگِ حنا

بتول مسرت

رنگِ حنا

بتول مسرت

روایت پبلی کیشنز، راولپنڈی

جملہ حقوق بحق شاعرہ محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	رنگِ حنا
شاعرہ	:	بتول مسرتؔ
کمپوزنگ	:	راحل بخاریؔ
پروف	:	جنید آزر
سرورق	:	
نقشِ اوّل	:	2024ء
قیمت	:	1000

انتساب

اپنے والد بزرگوار

سید افتخار حسین

کے نام

جنوں تازہ ہے دل میں شوق زندہ
بھریں گے رنگ تیری داستاں میں

لڑی

O	دیباچہ ازنسیم سحر	09
O	رنگِ حنا کے دل کش رنگ	13
O	وہ جو میرے دل میں ہے	16
O	نعت مبارکہ	17
O	بپا ہے شور کیسا گل ستاں میں	19
O	دل پہ کیا روشنی اترتی ہے	20
O	سفر نصیب ہے اور گام گام تنہائی	21
O	یادوں کے کھنڈر	22
O	خیال کے دریچے	23
O	بچھڑتے وقت جو اس نے کہا نہیں کچھ بھی	24
O	اے جہاں زاد بے خبر میرے	25
O	ہاتھ آئی بھی تو کیا مست جوانی آئی	27
O	یہ گونج میری روح کے اندر جو بپا ہے	28
O	ادائے دلبرانہ چاہتی ہوں	29
O	دل میں اک شمع محبت کی جلا دیتا ہے	31

O	دعا	33
O	اندھیری رات میں مثلِ سحر تھے	34
O	بن کے دل کا کوئی قرار آیا	35
O	مہکی ہوئی کلی ہے نہ گلشن سجا ہوا	36
O	تمہاری یادوں کو آنکھوں میں تہہ نشیں رکھنا	37
O	چشم پرنم کے، دید کے موتی	38
O	جو مسکرا کے وہ دیکھیں تو مسکرائے رنگ	39
O	جمالِ یار	40
O	صاف ہیں سارے بقا کے سلسلے	41
O	بات ہی کب سے بات میں گم ہے	42
O	دشتِ دل کا سرا نہیں ملتا	44
O	آئینہ دیکھ کے حیران ہوئی ہوں اکثر	46
O	آنکھ میں اشک میں کہانی میں	47
O	آنکھ کے نیل کٹوروں میں جو بھر جاتے ہیں	48
O	نظم	49
O	نجانے خدایا یہ کیا ہو رہا ہے	50
O	حال دل کا تو نگاہوں سے بیاں ہوتا ہے	52
O	دکھ کے موسم سہے نہیں جاتے	53
O	درد میں ٹوٹا ہوا قلبِ حزیں دیکھا ہے؟	55
O	خیال و خواب کا مطلع دیے کی سمت راغب ہے	56
O	اپنے ہونے کی گفتگو کرنا	57

O	جفا کر رہے ہیں وفا کر رہے ہیں	58
O	نظم	59
O	زندگی کے ڈھب آئے	60
O	ایک طوفان جو سوچوں میں بپا رکھا ہے	62
O	ساون	63
O	ترا چہرہ ہے، آئینہ کہاں ہے؟	64
O	رنگ و بو کا چنبہ ہے	65
O	ساتھ رہتا ہے وہ جدا ہو کر	67
O	یہ جو بیری دنیا ہے	69
O	اسیرِ رہائی	70
O	خواب	72
O	کوئی بادِ صبا جو راستا پوچھے	73
O	آنکھ میں رنگ و نور پھیلا ہے	74
O	دھوپ صحرا کی مان لی جاتی	75
O	انتظار	77
O	تشبیہ	78
O	یاد	79
O	پرواہ	80
O	سوادِ کرب میں پھیلی ہے تیرہ شب جاناں	81
O	حسن کتنا بھرا تھا منظر میں	82
O	ایسے کہاں کوئی کہ جیسے ہم لڑے	83

O	آس	84
O	سہنے دو	85
O	گھٹن	87
O	قیدی	89
O	بات ایسی بھی کیا ہے صورت میں	90
O	جلتا دیا ہواؤں کے محضر میں آ گیا	91
O	سوال	93
O	انا	95
O	کمی	97
O	یادوں کے ملبے	98
O	چہرہ	100
O	زرد لمحوں کی گفتگو	101
O	مختصر نظم	102
O	فسوں	103
O	اعتراف	
O	قحط	
O	آج کے لوگ	
O	غم	

بتول مسرت کا رنگ حنا

بتول مسرت سے میری کچھ زیادہ شناسائی نہیں ۔ شاید کسی مشاعرے یا مشاعروں میں ملاقات رہی ہو، چناں چہ جب ان کا شعری مجموعہ ''رنگِ حنا'' موصول ہوا تو میں نے دیگر بہت سی زیرِ نظر کتابوں کی طرح اسے بھی فرصت میں دیکھنے کے لیے طاق پر رکھ دیا مگر س 'طاقِ نسیاں'' پر نہیں، اس لیے کہ مجھے جو بھی کتاب یا کتاب کا مسودہ ملتا ہے اس پر کچھ نہ کچھ لکھنے کو قلم کا قرض سمجھتا ہوں اور ظاہر ہے کہ اس لکھت کو مسودے کے مطالعے سے جوڑنا ہوتا ہے۔ چناں چہ بالآخر آج کچھ دیگر کتابوں پر لکھنے کو پسِ پشت ڈال کر بتول مسرت کا مسودہ دیکھنے بیٹھا تو میری مسرت اور حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میں ایک منجھی ہوئی اور تخلیقی توفیقات کی حامل شاعرہ سے ملاقات کر رہا ہوں، جس کے شعروں میں لفظوں کا بہترین بامحاورہ استعمال بھی ہے اور زبان کی چاشنی بھی۔ مگر محض ان خوبیوں سے تو شعر نہیں بنتا، بتول مسرت کے ہاں موضوعات بھی ہیں اور ان کی تخلیقی بنت بھی۔ یوں ان کی شاعری فکری اور جمالیاتی زاویوں سے خاصے کی چیز بن گئی ہے۔ سچ پوچھیں تو مجھے وہ کسی بھی حوالے سے نوآموز شاعرہ نہیں لگیں، اگرچہ ان کا کلام مشاعروں یا ادبی جرائد میں دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ شاید یہ میری ہی کم علمی ہو۔

ان کی کتاب میں غزلیں بھی ہیں اور نظمیں بھی۔ ایک نثری نظم بھی ہے جسے ''ثم'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ ایک مکالماتی انداز کی نظم بھی ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ غزلوں کا

ماحول اور لفظیات ان کی نظموں سے یکسر الگ ہیں۔ وہ ان دونوں اصناف کے درمیان حائل نازک سے فرق سے بخوبی آگاہ ہیں۔ میں ان کی دونوں سمتوں میں تخلیقی اڑان کا جائزہ لے کر ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا کہ وہ کون سی صنف میں اپنا اظہار بہترین طریقے سے کر سکتی ہیں۔ شاید یہ فیصلہ مستقبل پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ ان کی نظمیں بھی مختصر مگر پر خیال ہیں۔ غمِ جاناں اور غمِ دوراں کی بہت سی کیفیات کی ترجمان یہ نظمیں بھی ان کی شعری اور موضوعاتی دسترس کی گواہی دے رہی ہیں۔ ''گھٹن'' ایک ایسی مکالماتی نظم ہے جس نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا ہے۔ ان کی نثری نظم نثری ہونے کے باوجود بڑی جاندار ہے۔ نثری نظم میں شعریت اور موضوع کی ہم آہنگی ہونا ایک کارِ محال ہے۔ جسے کوئی منجھا ہوا شاعر ہی نبھا سکتا ہے اور بتول مسرت یہاں بھی کامیاب رہی ہیں۔ ان کی ایک مختصر نظم چہرہ نے خاص طور پر مجھے اتنا متاثر کیا کہ یہاں قارئین کو بھی اس کی نشاطیہ رومانی کیفیات میں شریک کرنا چاہتا ہوں:

سب رنگوں میں
سب پھولوں میں
سب غزلوں میں
سب نظموں میں
سب شہروں میں
سب چہروں میں
ایک ہی چہرہ یاد ہے مجھ کو
اور وہ چہرہ تیرا ہے

ان کی شاعری میں تخلیقی وفور کے ساتھ ساتھ لفظوں کے استعمال کا شعور بھی اپنے

جلوے دکھا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ موضوعات تو ان کے پاس بھی اتنے ہی ہیں جتنی کہ ہماری اور ہمارے اردگرد کی روزمرہ کی زندگی میں ہوتے ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سارے موضوعات جو ہمارے اردگرد بکھرے پڑے ہیں وہ ہر آنکھ کی دسترس میں نہیں ہوتے، ان پر شعر کہنے کے لیے ان کو کھوجنا پڑتا ہے اور یہ کھوج ہر شاعر کا نصیب اور توفیق نہیں ہوتی۔ پھر ان کے اشعار میں جدید دور میں کیے جانے والے کوئی بے ہنگم اور شوقیہ فنی اور لفظی تجربے بھی نہیں ہیں۔ شاید اسی لیے ان کی شعری سلاست اور روانی قابل داد ہے کہ وہ کہیں بھی اپنے مصرع کو ادق بنانے کی قائل نہیں۔ کہیں کہیں التزاماً مصرع سازی کا وصف بھی اکی شاعری کو مزین کر رہا ہے، جب کہ سہل ممتنع میں شعر کہنے کی خوبی نے ان کی شاعری کا ابلاغ مزید سہل اور مقبول بنا دیا ہے۔ ان کے ہاں سہل ممتنع اور مختصر بحروں میں غزلیں زیادہ عمدہ ہیں۔ چند شعر میرے اس دعویٰ کے دلیل ک طور پر دیکھیے:

زخم کیوں مندمل نہیں ہوتے
خوف کھاتے ہیں چارہ گر میرے

صنم اپنا منانا چاہتی تھی
خدا اپنا منانا چاہتی ہوں

دل پہ کیا روشنی اترتی ہے
مجرئی شاعری اترتی ہے
دکھ تو نسترن کے چہرے کو
صبح دم تازگی اترتی ہے

بتول مسرت کے ہاں خالص نسوانی اور رومانی رنگ کے اشعار بھی ہیں، تاہم یہ

رنگ ان کی مجموعی شاعری پر حاوی نہیں ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اس رنگ میں شاعری کرنے والی شاعرات کا کینوس کچھ مستثنیات کے سوا محدود ہی رہتا ہے۔ اس رنگ میں ان کا ایک عمدہ شعر دیکھیں:

میں نے حنائی پاؤں کو پانی پہ کیا دھرا
قوسِ قزح کا رنگ سمندر میں آ گیا

ان کی کچھ غزلوں کے قافیوں نے بھی حیرت زدہ کر دیا۔ درج ذیل غزل میں ''کتب، مناسب، غالب'' کے قافیے ان کی تخیلاتی پرواز کے شاہد ہیں۔

خوشی کا ایک بھی موسم نہیں ہے میری سانسوں میں
نہ جانے کیوں خفا مجھ سے مری قسمت کا کاتب ہے
دیے کی لو لرزتی ہے ہوا کی شادمانی سے
سوادِ نور میں چھائی ہوئی کیا صبحِ کاذب ہے

بتول مسرت کی یہ پہلی کتاب ہے اس لیے ان کی شاعری پر یہ دیباچہ بھی حرف آخر نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی ان کے کئی ارتقائی اور تخلیقی پہلو اجاگر ہونا باقی ہیں چناں چہ میں شعری کائنات میں ان کی آمد پر ان کا خوش دلی سے خیر مقدم کہتے ہوئے ان کی مزید شعری توفیقات کی دعا کرتا ہوں۔

نسیم سحرؔ
۷ جنوری ۲۰۲۴ء

رنگِ حنا کے دل کش رنگ

جنوں تازہ ہے دل میں شوق زندہ
بھریں گے رنگ تیری داستاں میں

یہ شعر بتول مسرتؔ کے شعری مجموعے ''رنگِ حنا'' کے ان اشعار میں شامل ہے جو اس شاعرہ کے مستقبل کے ارادوں کی نمائندگی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک نووارد شاعرہ کا ایسا پرعزم لہجہ اس کے غیر متزلزل یقین کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس نے شعری راستوں پر قدم رکھتے ہوئے اپنی منزل کا تعین کرلیا ہے۔

ہر شاعر کی اپنی ایک تخیلاتی دنیا ہوتی ہے جہاں کی ہر چیز اس کی پسند اور خواہش کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ اس دنیا کو تصور کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ لہذا یہاں ہر چیز کی ترتیب اس کی مرضی سے ہوتی ہے۔ یہاں کا ہر منظر اس کی منشا کے مطابق ہوتا ہے۔ روشنی کے نہ ختم ہونے والے سلسلے، رات کی دل آویز خاموشیوں کے درمیان جھیل میں پورا چاند اترنے کا منظر بینائی میں رنگ بھرتا ہے، یہاں گلاب، خوشبو، رنگ، روشنی، نیلگوں آسمان کی بے کرانی، سمندروں کی پرسکون روانی، زمین کی ہموار منزلیں، خوابوں کے سفر میں ہم مزاج ہم سفر، شیشم کے درختوں تلے بیٹھ کر کیے جانے والے قول وقرار، قوسِ قزح کے رنگوں سے ہم آمیز ہوتے چنری کے رنگ، پربتوں کے دامن میں فطرت سے قربت وغیرہ وہ عوامل ہیں

جو دل کو خوشی کی انتہاؤں تک لے جاتے ہیں اور جہاں مسرت کی یہ اڑان وسیع خلاؤں کے دروازے کھولے آپ کی منتظر ہوتی ہے۔

میں مسرت کی ایسی اوج پہ ہوں
جیسے نکلے ہوں آج پر میرے

مگر حقیقت کی دنیا تصوراتی منظر نامے سے یک سر مختلف ہوتی ہے۔ معاشرے کے رویوں کے زیر اثر زندگی آسودگی سے زیادہ ناآسودگی سے جڑی ہوتی ہے۔ یہاں بے حسی کی فضا میں سانس لینا کارِ اذیت سے کم نہیں۔ زندگی قدم قدم پر تعزیریں لگاتی ہے اور انسان کی ذرا سی لغزش پر اسے جیون کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتی ہے۔ جہاں الجھی الجھی صبحوں اور گنجل شاموں کا حساب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ بے موسم بوئی جانے والی فصلیں کبھی ثمر بار نہیں ہوتیں۔ اپنوں کی سازشیں اور پیاروں کی بے وفائیاں شہرِ تمنا کے محصورین پر زندگی کے دائرے تنگ کر دیتی ہیں۔ ایسے حالات کبھی کبھی انسان کو ماضی کی خوشگوار یادوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جب خیال کے دریچے ماضی کی طرف کھلتے ہیں تو کیفیات کی رنگا رنگی دل پر عجب طرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔

مسکراہٹ مرے ہونٹوں پہ ہی دم توڑ گئی
یاد اپنی مجھے تصویر پرانی آئی

بتول مسرت کی شاعری انہی دو منظر ناموں کا نوشتہ ہے۔ ایک طرف اس کی تصوراتی دنیا ہے جہاں اس کی خواہشیں پر لگا کر آسمانوں میں اڑتی پھرتی ہیں اور دوسری طرف حقیقت کی دنیا جہاں انسان مجبورِ محض ہے اور تقدیر اس پر جو چاہے ستم ڈھاتی رہے۔ ان دو کائناتوں میں جو کچھ موجود ہے، ''دل اور دنیا'' اس شاعری کا نمایاں موضوع ہے، جاس کا پرتو ہمیں بتول مسرت کی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ ''رنگِ حنا'' کی شاعری

اپنے اندر قاری کے ذوق کا سامان لیے ہوئے ہے۔ اس کی غزلیں اور نظمیں دوران مطالعہ قاری کو اپنے ساتھ رکھتی ہیں۔ آپ کو جگہ جگہ ایسے اشعار ملیں گے تو آپ کا دامن تھام لیں گے اور آپ خود کو اسی فضا کا حصہ محسوس کریں گے جس کیفیت میں شعر کہا گیا ہے۔ میں نے یہاں زیادہ اشعار اس لیے نہیں شامل کیے کہ جب آپ انہیں پڑھیں تو ان کی دل کشی سے بالکل اسی طرح لطف اٹھائیں جیسے نسیمِ صبح کے پہلے جھونکے کا لمس چہرے کو تر و تازہ احساسات سے آشنا کرتا ہے۔ میں بتول مسرت کو ان کے پہلے شعری مجموعے کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کی کامیابیوں کے لیے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر جنید آزد

اسلام آباد

وہ جو میرے دل میں ہے

لفظوں کی طلسم نگری کی سیر جانے کب میری دل کی آرزو بنی اور میں اس رستے کی مسافر۔ وقت گزرتا رہا لائبری کی کتابوں کی گرد صاف کرتے اور پھر مولا نے ایسے اپنے کرم کی بارش کی کہ رستے خود بخود نکھرتے چلے گئے اور بہت سے ایسے راز وا ہوئے کہ میں خود حیران رہ گئی کہ رب نے کیسی کلرنگ راہیں مجھ سی ناچیز کے لیے منتخب کر رکھی ہیں اور شاعری سی سوغات بھی۔ اسکے لیے سب سے پہلے میں رب کی بہت شکر گزار ہوں۔

میں جب اس راہ کی مسافر ہوئی تو بہت سے لوگ میرے ساتھ ساتھ رہے۔ سب سے پہلے میں سید ناظم بخاری صاحب تھے جنھوں نے مجھے علمِ عروض سے آشنا کیا۔ میں سپاس گزار ہوں جناب راحل بخاری صاحب کی جنھوں نے میرے کلام کی اصلاح کی۔ میں بہت شکر گزار ہوں جناب نسیم سحر اور جناب ڈاکٹر جنید آذر صاحب کی جنہوں نے مجھ سی ناچیز کے کلام پہ رائے دی۔ بہت سے دوستوں کی جو وقتاً فوقتاً میری رہنمائی کرتے رہے، بے حد ممنون ہوں۔

بتول مسرت

نعت

چار سو جاری ہے مدحت آپ ﷺ کی
ہے زمانوں پر یہ رحمت آپ ﷺ کی

مجھ کو مدحت کا علم بخشا گیا
ورثے میں پائی عقیدت آپ ﷺ کی

آپ ﷺ کا ہی ذکر ہے سب سے بلند
اللہ اللہ! ایسی شوکت آپ ﷺ کی

نقشِ پا تیرا زمانے کا امام
ہے عیاں عالم پہ قدرت آپ ﷺ کی

وہ مدینہ دل معطر جس سے ہے
چار سو پھیلی ہے نکہت آپ ﷺ کی

اک جھلک تیری کا صدقہ ہے شہا! ﷺ
ہے سِر افلاک طلعت آپ ﷺ کی

جب قلم قرطاس پر چلنے لگا
نعت بن کے اتری نعمت آپ ﷺ کی

وہ سِر معراج دیکھے تو کبھی
دیکھنا چاہے جو عزت آپ ﷺ کی

ہو گی سب اعمال کی قیمت بتول
گر عزیزِ جاں ہو عترت آپ ﷺ کی

O

بپا ہے شور کیسا گل ستاں میں
پرندے چھپ گئے ہیں آشیاں میں

کسے اپنا کہوں، کس کو پکاروں
یہ دل اکتا گیا ہے اس جہاں میں

مجھے کیوں اجنبی لگنے لگا ہے
رہی ہوں عمر بھر میں جس مکاں میں

تمہاری یاد ہے ہمجولی میری
کوئی ہمزاد میرے ہمرہاں میں

جنوں تازہ ہے دل میں شوق زندہ
بھریں گے رنگ تیری داستاں میں

O

دل پہ کیا روشنی اترتی ہے
مجرئ! شاعری اترتی ہے

منکشف رازِ ہست ہو مجھ پر
آسماں سے کجی اترتی ہے

دل اگر شادماں ہو اندر سے
چہرے پر تازگی اترتی ہے

نسبتِ خاص جب میسر ہو
روح پر بندگی اترتی ہے

دیکھ تو نسترن کے چہرے کو
صبح دم زندگی اترتی ہے

O

سفر نصیب ہے اور گام گام تنہائی
خلا ہے آٹھوں پہر، صبح و شام تنہائی

میں ایک عمر سے بیٹھی ہوں بر لبِ دریا
مرے وجود میں ہے تشنہ کام تنہائی

مری اداسی مجھے مار ہی نہ ڈالے کہیں
میں کر چکی ہوں اگر تیرے نام تنہائی

نہ جانے رنگ یہ اب اور لائے گی کیا کیا
اداسیوں میں گھری بام بام تنہائی

میں خود کو تنہا سمجھتی نہیں ذرا سا بھی
کیے ہوئے ہے جو دل میں قیام تنہائی

یادوں کے کھنڈر

اپنی شکستہ یادیں لے کر
اک ویران سی بستی سے
میں گزر رہی تھی
دل کی دھک دھک تیز ہوئی
کچھ دیپ جلے مری آنکھوں میں
اور
چہرے پہ سرخی آئی تھی
میں نے جس دم غور سے دیکھا
ٹوٹے سے دالان میں بیٹھا
میرا بچپن
گڑیا گڑیا کھیل رہا تھا

خیال کے دریچے

دل کے دریچے میں جب چاند کا عکس ابھرے تو
من کے نہاں خانے میں کہیں پر
یاد کا جنگل جاگ اٹھتا ہے
دل کرتا ہے
چاندنی شب میں اس سے لپٹ کر سو جاؤں
پر
میرا چاند تو مجھ سے خفا ہے

.....)))).....

کانٹوں سے الجھنے کی خواہش بھی نہیں رکھتے
پھولوں سے محبت کا اظہار بھی کرنا ہے

O

بچھڑتے وقت جو اس نے کہا نہیں کچھ بھی
محبتوں کا یہاں پر صلہ نہیں کچھ بھی؟

زمانہ کس لیے نظریں چرائے پھرتا ہے
مرے تو ہاتھ میں آئینہ سا نہیں کچھ بھی

عجیب درد ہے تنہائی اور حسرت ہے
وہ آکے حال مرا پوچھتا نہیں کچھ بھی

یہ لوگ صرف یہاں مسکرانے والے ہیں
یہاں دکھوں کو کوئی جانتا نہیں کچھ بھی

وفا کے اور دعا کے علاوہ دنیا میں
کسی سے دل یہ مرا مانگتا نہیں کچھ بھی

O

اے جہاں زاد! بے خبر میرے!
رائیگاں ہو گئے سفر میرے

دیکھیے دونوں ہاتھ خالی ہیں
لے اڑا وقت سب ہنر میرے

زخم کیوں مندمل نہیں ہوتے
خوف کھاتے ہیں چارہ گر میرے

تو نہیں تو سپاٹ ہے لہجہ
شعر سارے ہیں بے اثر میرے

میری آنکھیں جسے عزیز رہیں
لے گیا خواب چھین کر میرے

کون آئیگا حوصلہ دینے
کیسے نکلیں گے دل سے ڈر میرے

میں مسرت کی ایسی اوج پہ ہوں
جیسے نکلے ہوں آج پر میرے

O

ہاتھ آئی بھی تو کیا مست جوانی آئی
ہائے افسوس! نہ یہ آنکھ لڑانی آئی

عمر بھر اپنی منائی ہے مری قسمت نے
بات اپنی نہ کبھی ہم کو منانی آئی

مسکراہٹ مرے ہونٹوں پہ ہی دم توڑ گئی
یاد اپنی مجھے تصویر پرانی آئی

تری یادوں نے عجب درد دیا ہے مجھ کو
آج اشکوں میں جو شدت کی روانی آئی

مٹ گئے کندہ کیے سارے مناظر دل سے
تری چاہت نہ مگر دل سے مٹانی آئی

O

یہ گونج مری روح کے اندر جو بپا ہے
اے ناز بہاراں! ترے ہونے کی صدا ہے

یہ رنگ شفق شام کے پلو میں خدایا!
گلگوں کسی مظلوم کی آہوں کی ردا ہے

یہ کیا کہ ہوا درد ، نہ صد چاک ہوا دل
یہ کون سا موسم ہے یہ کس غم کی ہوا ہے

یہ راکھ اڑی اب کے جو سپنوں کی ہے پیارے
شعلہ سا چمکتا کوئی اس دل پہ پڑا ہے

O

ادائے دلبرانہ چاہتی ہوں
نئے سپنے سجانا چاہتی ہوں

زمانہ چال الٹی چل رہا ہے
میں خود کو آزمانا چاہتی ہوں

صنم اپنا منانا چاہتی تھی
خدا اپنا منانا چاہتی ہوں

منا کر جشن غم کو مسکرا کر
میں رسمِ غم نبھانا چاہتی ہوں

بھلا کر درد و غم کی ساعتوں کو
ذرا سا مسکرانا چاہتی ہوں

تمھاری بے وفائی کا فسانہ
پرندوں کو سنانا چاہتی ہوں

یہ کس کی جستجو میں اب ہوں زندہ
یہ میں کیسا زمانہ چاہتی ہوں

خزاں میں زندگی گزری ہے میری
میں اب موسم سہانا چاہتی ہوں

O

دل میں اک شمع محبت کی جلا دیتا ہے
پھر بجھانے پہ ہواؤں کو لگا دیتا ہے

سیپ کے سینے میں رکھتا ہے سنہری موتی
سیپ کو پھر کسی ساحل پہ گرا دیتا ہے

دل نے انداز جو دھڑکن کے بدل ڈالے ہیں
کسی طوفان کے آنے کا پتا دیتا ہے

اب کے موسم کی یہ خوشبو ہے نرالی کیسی
جیسے آنگن کوئی پھولوں سے سجا دیتا ہے

شام کے وقت مجھے شام کا ڈھلتا سورج
اک کہانی کوئی غمگین سنا دیتا ہے

عشق کا شعلہ جلاتا ہے مرے دل میں کہیں
پھر وہی من میں لگی آگ بجھا دیتا ہے

آشنا کرتا ہے مجھ کو وہ نئی جہتوں سے
پھر مجھے میری مسافت کا صلہ دیتا ہے

پھر بٹھاتا ہے اسے تخت جنوں پر ہر پل
جس کوخواہش وہ زمانے سے جدا دیتا ہے

دعا

میرے مولا مجھ کو وہ چھتنار کر
دھوپ میں سب کے لیے سایہ کرے
ہو تجسس کی نئی دنیا عطا
تھرتھراتی لو کو جو شعلہ کرے

O

اندھیری رات میں مثلِ سحر تھے
ہیں زندہ آج بھی، کل بھی امر تھے

تمہی سے چاندنی تھی گھر میں میرے
تمہی تو آسمانوں کے قمر تھے

مجھے تو سیدھا رستہ تھا محبت
بہت سے لوگ جبکہ در بدر تھے

مری کشتی، مرے پتوار، مولا!
ادھر طوفاں ادھر کتنے بھنور تھے

وہ جن سے آئی راحت زندگی میں
وہ لمحے بھی تو کتنے مختصر تھے

مسرت نے چنا ان راستوں کو
تری خوشبو کے جو زیرِ اثر تھے

O

بن کے دل کا کوئی قرار آیا
ساتھ لے کر نئی بہار آیا

وہ جسے یاد میں نہیں آئی
وہ مجھے یاد بار بار آیا

کون دل کی اداس گلیوں میں
لے کے احساس خوشگوار آیا

بن ترے زندگی کے گلشن میں
کوئی موسم نہ سازگار آیا

آپ کی چاہتوں کے وعدوں پر
زندگانی پہ اعتبار آیا

O

مہکی ہوئی کلی ہے نہ گلشن سجا ہوا
لگتا ہے باغباں ہے خزاں سے ملا ہوا

صحرا سے لالہ زار میں رستا کوئی تو ہے
راہِ وفا میں کیسا حسیں معجزہ ہوا

میں نے دیا جلایا کسی اور کے لیے
آسان زندگی کا میری راستا ہوا

میں خامشی میں ڈوبی اسے سوچتی رہی
ایک شور میرے دل کی گلی میں بپا ہوا

اس بے وفا کو دل سے میں کیسے نکال دوں
اک عمر سے ہے دل میں جو میرے بسا ہوا

آئینہِ حیات میں دیکھا جو اپنا عکس
میں رو پڑی جو خود سے میرا سامنا ہوا

O

تمہاری یادوں کو آنکھوں میں تہ نشیں رکھنا
نہال چہرہ پہ سینے میں دل حزیں رکھنا

مٹھاس پر نہ ہو حاوی زبان کی تلخی
سو اپنا لہجہ کبھی بھی نہ آتشیں رکھنا

محبتوں میں یہی تو اصول ہوتے ہیں
درِ وفا پہ ہی جا کر سدا جبیں رکھنا

اندھیرے جتنے ہوں اور شب طویل ہو جتنی
اجالے بانٹتی اک صبح کا یقیں رکھنا

نئے جہاں کے سفر پر نکل تو آئے ہو
بس اب نگاہ میں منظر بھی دل نشیں رکھنا

یہ ہجر و وصل عجب سلسلے ہوئے ہیں بتولؔ
نگاہ رکھنا کہیں اور دل کہیں رکھنا

O

چشمِ پرنم کے، دید کے موتی
قیمتی ہیں وعید کے موتی

خواب زاروں میں ڈھونڈتے ہم ہیں
راہ میں گم امید کے موتی

جڑ گئے وقت کی کلائی پر
اک مہورت سعید کے موتی

تری راہوں پہ جا بجا بکھرے
ایک صبحِ نوید کے موتی

یاد آئے زبان سے جھڑتے
تیری گفت و شنید کے موتی

O

جو مسکرا کے وہ دیکھیں تو مسکرائے رنگ
خیال و خواب میں قوسِ قزح کے چھائے رنگ

یہ کس کے قرب کی خوشبو سے تازہ دم ہیں گلاب
یہ کس کی چنری پہ لوحِ فلک سے آئے رنگ

شبِ سیاہ میں بجھنے لگی ہے دیپ کی لو
سحر ہی کوئی اب اپنے جلو میں لائے رنگ

خیالِ قرب کی کرنوں سے جگمگاتی ہے
سجی ہے محفلِ یاراں سے خوابنائے رنگ

ترے بغیر ستاروں کا ہو کہ پھولوں کا
ذرا سا بھی مرے دل کو نہ کوئی بھائے رنگ

جمالِ یار

نہ جانے منظرِ پُرکیف یہ کہاں دیکھا
زمیں سے ملتا ہوا میں نے آسماں دیکھا

گھنے درخت تھے شیشم کے اور پربت تھا
وہ جن کے سائے میں اک خواب کو رواں دیکھا

چہک رہے تھے پرندے بھی اور بھنورے بھی
عجیب رنگ تھا جب میں نے گل ستاں دیکھا

چمک رہا تھا اک آبِ حیات کا چشمہ
اک آفتابِ محبت کو ضوفشاں دیکھا

وہ مہر و ماہ وہ خوشبو وہ شبنمی کرنیں
ہر ایک چیز کو قدرت کا ترجماں دیکھا

چمکتے دیکھے ہیں منظر زمیں سے تا بہ فلک
ترے جمال کا پرتو جہاں جہاں دیکھا

O

صاف ہیں سارے بقا کے سلسلے
روشنی والے، خدا کے سلسلے

چل رہے ہیں اک گلی میں ساتھ ساتھ
کچھ بقا کے کچھ فنا کے سلسلے

پربتوں کے، وادیوں کے زاویے
پانیوں کے، ناخدا کے سلسلے

خواب میں دیدار کا روشن دیا
خوب تر ہیں یہ جزا کے سلسلے

میری اک اک سانس تک پھیلے ہوئے
تیری الفت کی ادا کے سلسلے

O

بات ہی کب سے بات میں گم ہے
حرف کچھ کاغذات میں گم ہے

چاند کی طرح ضوفشاں چہرہ
کرب کی کالی رات میں گم ہے

کیا غرض اس کو اس زمانے سے
وہ تو بس اپنی ذات میں گم ہے

پیار کے بول بولنے والا
دل کڑی مشکلات میں گم ہے

کون چاہے گا کون پوچھے گا
یہ جو دنیا ہے ساتھ میں گم ہے

ہاتھ پر کائنات ہے سب کے
کون اس کائنات میں گم ہے

روشنی ہو گئی مسرت جی
اور اک تو کہ رات میں گم ہے

O

دشتِ دل کا سرا نہیں ملتا
کوئی نقشِ وفا نہیں ملتا

میں ادھر سے ادھر بھٹکتی ہوں
ایک بھی راستا نہیں ملتا

ہم ترے غم میں سانس لیتے ہیں
جب کوئی آسرا نہیں ملتا

ٹوٹ جاتا ہے آئینے کی طرح
دل کوئی دیرپا نہیں ملتا

اپنے اندر تلاش کر رب کو
جستجو ہو تو کیا نہیں ملتا

ہم سے لاکھوں ملیں گے دنیا میں
آپ سا دوسرا نہیں ملتا

ایک قلندر نے مجھ سے فرمایا
ڈھونڈنے سے خدا نہیں ملتا

جس سے واقف ہے دل بتول مرا
اس کے گھر کا پتہ نہیں ملتا

O

آئینہ دیکھ کے حیران ہوئی ہوں اکثر
ایسا لگتا ہے کہ یہ عکس کہیں دیکھا ہے

میں نے دیکھے ہیں سبھی رنگ ترے رنگ کے ساتھ
موسمِ گل کو ترے در کے قریں دیکھا ہے

O

آنکھ میں، اشک میں، کہانی میں
آگ لگ جائے آج پانی میں

تیری آنکھوں میں عکس ہے میرا
رنگ کتنے ہیں زندگانی میں

تو بھی کونے میں سانس لیتا ہے
میں بھی زندہ ہوں رائگانی میں

میری ہستی کہیں نہ بہہ جائے
بہتے اشکوں کی اس روانی میں

اک مسرت نہیں ملی مجھ کو
درد کتنے ہیں زندگانی میں

O

آنکھ کے نیل کٹوروں میں جو بھر جاتے ہیں
پھر دمکتے ہوئے موتی وہ کدھر جاتے ہیں

ہم کہ اجڑے ہوئے بستی کے مکیں ہیں کب سے
تیری آواز پہ اک پل میں سنور جاتے ہیں

کبھی آنکھوں میں اترتے ہیں کسی خواب کے رنگ
کبھی رنگوں کے پرے خواب اتر جاتے ہیں

پاؤں میں جن کے ہو زنجیر پڑی الفت کی
کٹ بھی جائے تو کہاں لوگ وہ گھر جاتے ہیں

غم میں شبیرؔ کے روتی ہیں مسرتؔ دونوں
خواب ان آنکھوں میں کچھ اور نکھر جاتے ہیں

نظم

نیل گگن کا کنارا ہوتا
تیرا مجھے سہارا ہوتا
چاہت جیسے ان جذبوں میں
کوئی ایک شرارا ہوتا
تیری ان نیلی آنکھوں میں
بس اک عکس ہمارا ہوتا
اک دن آخر چھوٹ ہی جاتا
جیسا یار سہارا ہوتا
خامشی ہم سے باتیں کرتی
تو جو یار ہمارا ہوتا

O

نجانے خدایا! یہ کیا ہو رہا ہے
جو ہم سے ملا وہ جدا ہو رہا ہے

ترے ہجر میں اب یہ عالم ہے دل کا
کہ جینا بھی اب تو سزا ہو رہا ہے

زمانہ ہے کیسا یہ ہیں لوگ کیسے
جیسے دیکھیے وہ خدا ہو رہا ہے

مرے خواب سارے ہوئے ریزہ ریزہ
میرا عکس بھی آئنہ ہو رہا ہے

زمانے میں ثانی نہیں کوئی اس کا
یہ دل ہے جو تجھ پر فدا ہو رہا ہے

وہ خوشبو کا جھونکا بنا خواب تیرا
گئے موسموں کی صدا ہو رہا ہے

وہ جس کے لیے ساری دنیا کو چھوڑا
وہی آج ہم سے خفا ہو رہا ہے

مسرتؔ وراثت میں پایا تھا میں نے
وہ حرفِ سخن التجا ہو رہا ہے

O

حال دل کا تو نگاہوں سے بیاں ہوتا ہے
رقصِ بسمل پہ تماشے کا گماں ہوتا ہے

زندہ رہتی ہوں کسی کرب کے تہ خانے میں
سانس لینا بھی کبھی ایسے گراں ہوتا ہے

جس کی فطرت میں وفائیں نہیں ہوتیں شامل
پھر اثر اس پہ محبت کا کہاں ہوتا ہے

یوں میرے دل میں محبت ہے تمھاری ہمدم!
سیپ میں جیسے گہر کوئی نہاں ہوتا ہے

شدتِ کرب سے میں جب بھی تڑپ اٹھتی ہوں
عزمِ تخلیق میرا اور جواں ہوتا ہے

حسرتیں دل کی سبھی راکھ ہوئی جاتی ہیں
جس طرح بجھتے چراغوں کا دھواں ہوتا ہے

O

دکھ کے موسم سہے نہیں جاتے
درد کے دائرے نہیں جاتے

وقت مرہم نہیں بنا جاتا
زخم دل کے بھرے نہیں جاتے

نیند روٹھی ہے نیلی آنکھوں سے
آنکھ سے وسوسے نہیں جاتے

کتنی سوچوں میں سانس لیتی ہوں
یہ مرے رت جگے نہیں جاتے

ہم کو دیکھو نہ تیکھی نظروں سے
وار ایسے سہے نہیں جاتے

تیری قربت میں بھی مرے ہمدم
سلسلے کرب کے نہیں جاتے

روٹھ جاتے ہیں حسن کے لمحے
رائگانی بھرے نہیں جاتے

(مہمل ہو رہا ہے دوبارہ چیک کریں)

O

درد میں ٹوٹا ہوا قلبِ حزیں دیکھا ہے؟
توڑنے والے نے دیکھا بھی نہیں دیکھا ہے

خواب ہم ہجر گزیدوں کے لیے راحت ہیں
دور رہ کر بھی اسے اپنے قریں دیکھا ہے

شش جہت آئنہ ہے اور فقط اک تصویر
ایسا لگتا ہے کہ یہ عکس کہیں دیکھا ہے

تیری جنت کا مجھے علم نہیں ہے مولا!
ماں کی آغوش کو جنت سا حسیں دیکھا ہے

میں نے دیکھے ہیں سبھی رنگ ترے رنگ کے ساتھ
موسمِ گل کو ترے در کے قریں دیکھا ہے

O

خیال و خواب کا مطلع دیے کی سمت راغب ہے
مری ہر فکر پر مہر و وفا کا رنگ غالب ہے

جہاں سایہ نہ ہو ماں باپ کی پر نور شفقت کا
تو کیا اس چار دیواری کو گھر کہنا مناسب ہے

خوشی کا ایک بھی موسم نہیں ہے مری سانسوں میں
نہ جانے کیوں خفا مجھ سے مری قسمت کا کاتب ہے

اسے کچھ بھی نہیں ہے ہوش منزل کی مسافت کا؟
جنون اسپ پر بیٹھا ہوا یہ کیسا راکب ہے

دیے کی لو لرزتی ہے ہوا کی شادمانی سے
سوادِ نور میں چھائی ہوئی کیا صبحِ کاذب ہے

O

اپنے ہونے کی گفتگو کرنا
اور پھر ان کے روبرو کرنا

آئیں انسانیت سے پیار کریں
کیوں کسی شخص کو عدو کرنا

کتنا مشکل ہوا ہے چارہ گرو
گزرے لمحوں کی جستجو کرنا

سب دعاؤں کی اک دعا میری
تجھ کو پانے کی آرزو کرنا

یہ عجب موسموں کی چاہت ہے
اپنے دل کو لہو لہو کرنا

O

جفا کر رہے ہیں وفا کر رہے ہیں
وہ جو بھی کریں سب بھلا کر رہے ہیں

ستارو! چلو ساتھ تم بھی ہمارے
وہ دیدار اپنا عطا کر رہے ہیں۔

قلم سے ترا چاند پر نام لکھ دوں
دل و جاں یہی بس دعا کر رہے ہیں

کشادہ دلی دیکھیے تو ہماری
کہ دشمن سے بھی ہم نبھا کر رہے ہیں
(نبھا کی جگہ وفا کر لیں۔ درست لفظ نباہ ہے)
مسرتؔ وہ ہم پر جفا کرنے والے
دل و جان جن پر فدا کر رہے ہیں

نظم

مرے دل میں کل بھی تمہی تھے
تمہی آج بھی ہم سفر ہو
مگر دور رہتے ہو مجھ سے
بلندی پہ جیسے قمر ہو
ٹھہر میری آنکھوں میں آ کر
نہ اب کے یونہی در بدر ہو
میں زندہ ہوں ہونے سے جس کے
وہ دریا ہو تم وہ بھنور ہو

O

زندگی کے ڈھب آئے
زیرِ دام جب آئے

جب لٹا دیا گھر بار
ہوش میں بھی تب آئے

شمس میں وہ ضو پھوٹی
تیرے رخ کی چھب آئے

عرض کیا کروں قصہ
لوگ جاں بہ لب آئے

ہو گئے تماشا ہم
دیکھنے کو سب آئے

جیتے جی نہیں پوچھا
آنے والے کب آئے؟

ایسی مطلبی دنیا
کون بن طلب آئے؟

دل سے آئے ہیں شعلے
چشمِ نم سے کب آئے

O

ایک طوفان جو سوچوں میں بپا رکھا ہے
تم نے ہر بات میں اک حشر اٹھا رکھا ہے

اپنے ہونٹوں پہ تبسم کی سجا کر خوشبو
دل میں اک درد محبت کا چھپا رکھا ہے

شبِ فرقت میں اندھیرے کا عجب عالم ہے
میں نے اشکوں کے چراغوں کو جلا رکھا ہے

تلخیٔ گردش دوراں نے دیے وہ صدمے
میں نے ہر ایک تمنا کو مٹا رکھا ہے

میرے سینے پہ ترے نام کا تعویذ تو دیکھ
دل نے تعویذ کو سینے سے لگا رکھا ہے

ساون

تری اک چھب حسینہ
گراں مایہ خزینہ
بھنور میں شادماں ہے
خیالوں کا سفینہ
بڑا اچھا لگا ہے
یہ ساون کا مہینہ
کوئی سایہ سا مجھ میں
کوئی مہ وش حسینہ
ترے بھیگے بدن پر
ہے بارش کا پسینہ

O

ترا چہرہ ہے، آئینہ کہاں ہے؟
گھنی زلفوں پہ بادل کا گماں ہے

سناتے ہیں غمِ جاں ہم اسی کو
وہی اپنا پرانا آستاں ہے

کہیں ہم حالِ دل کیسے کسی سے
ہر اک قطرہ لہو آتش فشاں ہے

دلم ہشیار در شہرِ خموشاں
ہر اک کتبے کی اپنی ہی زباں ہے

تغافل آزما! تیری گلی میں
ہمارے عشق کا ہی امتحاں ہے

ترے دل میں نہیں احساس تو کیا
مرے ہونٹوں پہ کب آہ و فغاں ہے

O

رنگ و بو کا چنبہ ہے
آپ کا جو لہجہ ہے

دور پار رہتے ہیں
جن کا دل پہ قبضہ ہے

درد کے سوا اس نے
اور مجھے دیا کیا ہے

دل مرا نہ توڑو تم
دل سنا ہے کعبہ ہے

زندگی کا مت پوچھو
حسرتوں کا ملبہ ہے

کچھ سمجھ نہیں آتا
عشق میں برا کیا ہے

ساتھ ساتھ چلنے کا
اختیار ان کا ہے

کس فشارِ جاں میں ہوں
چار سو دھواں سا ہے

حالِ دل نہیں سنتے
توبہ توبہ، توبہ ہے!

O

ساتھ رہتا ہے وہ جدا ہو کر
گونجتا ہے مری صدا ہو کر

رنگ بدلا تھا آسماں نے کبھی
دل تو راضی بھی تھا خفا ہو کر

زندگی کی روش یہ دیکھی ہے
ہم جیے تیرا آئنہ ہو کر

خواب دریا سمان بہتا ہے
اور اک دل سراب سا ہو کر

تھم گئے آنسو، رک گئی بارش
آج برسے نہیں گھٹا ہو کر

گفتگو میں جو ان کے تھی خوشبو
روح میں اتری ہے شفا ہو کر

دل کی دھڑکن ہی تھم گئی میری
جا رہا ہے کوئی جدا ہو کر

عشق میں جان سے ہی جائیں گے
رہ گیا عشق لا دوا ہو کر

O

یہ جو بیری دنیا ہے
مختصر سا وقفہ ہے

خواب و آئنہ و دل
کھیل ہیں تماشا ہے

تلخ ہے حقیقت بھی
خواب، خواب رہتا ہے

دل کی لوح پر لکھا
ڈر بھی بچپنے سا ہے

گھر کی سب منڈیروں پر
وہم بیٹھا گاتا ہے

ہجر و غم کا جوہر بھی
کب خوشی میں ڈھلتا ہے

اسیرِ رہائی (ثم)

کسی خواب بے جہت میں
ملال نارسائی میں گم
کوئی درد اپنے دروں ٹٹولتی ہوں

پھر سوچ کا دھارا اچانک بدلتا ہے
ابن آدم جو خود کو افضل سمجھتا ہے
فلک بوس کوہساروں کو روندتا
سمندر کی لہروں پہ اٹھکیلیاں کرتا
ایسا کیا ہوا کہ آج غم زدہ ہے
کسی معبد میں آگ لگی ہے
دھواں دھواں شہروں میں
پیلے پیلے چہرے ہیں

نہ چارہ گر ہے کوئی
نہ درد کی دوا کوئی
کس آسیب کا سایہ ہے کہ
ہر بستی کے مکیں دبکے ہیں گھروں میں

ماؤں نے سینوں سے لگا رکھے ہیں بچے
یہ کیسا وقتِ ابتلا ہے
انساں انساں سے اتنا خوف زدہ ہے
کہ سایہ سایے سے بھاگتا ہے

حوصلہ قدموں میں آن پڑا ہے
آج جبکہ وہ وبا کے نرغے میں آ گھرا ہے
معاشرے کے فاصلے بڑھ چکے ہیں

تہذیب اپنا تماشا خود دیکھ رہی ہے

خواب

فلک پہ جتنے ہیں تارے روشن
تو ان ستاروں کی روشنی کو
میانِ شب میں
قبائے الفت کی شکل اوڑھے
بغیر سوئے
میں خواب تیرے ہی دیکھتی ہوں

O

کوئی بادِ صبا جو راستا پوچھے
بتا دیتے ہیں تیرا جو پتا پوچھے

بدلتے رہتے ہیں دل کے سہارے بھی
حقیقت کا کوئی کیا بے نوا پوچھے

وہ دن بھر یونہی اترائے سے پھرتے ہیں
انہیں مجھ سا کوئی کیا برملا پوچھے

معافی کی نہ کرنا بات بھی مجھ سے
ستمگر جا تجھے تیرا خدا پوچھے

مسرت ہم سنائیں رنج و غم اپنے
مگر وہ حالِ دل ہم سے کجا پوچھے

O

آنکھ میں رنگ و نور پھیلا ہے
جھیل میں پورا چاند اترا ہے

عشق کا آپ کو بتائیں کیا
اک سمندر ہے اور گہرا ہے

اب دکھوں کا حساب کیا کرنا
عشق میں جاں سے جائیں، بنتا ہے

آپ کے غم سے کیا پریشانی
آپ کا غم خوشی کا رستا ہے

اپنی آنکھیں دکھا کے پوچھتی ہوں
اتنا ویران کوئی صحرا ہے؟

O

دھوپ صحرا کی مان لی جاتی
سر پہ چادر ہی تان لی جاتی

زندگی رزقِ رائگانی نہ تھی
کچھ تو کرنے کی ٹھان لی جاتی

ایسی مانوس دلکشی رت کی
تتلیوں سے بھی دان لی جاتی

خار پھولوں کے ساتھ ہوتے ہیں
خوشبو تعبیر مان لی جاتی

کچھ خزانے ہمیں بھی مل جاتے
ریت ساحل کی چھان لی جاتی

کس لئے آنکھ خونِ دل روتی
اس کی مشکل بھی جان لی جاتی!

ان سے مل آتے ہم مسرت جی
چشم تر ہی کی مان لی جاتی

انتظار

کیسی افتاد آ پڑی ہے یہاں
قتل اب غم گسار کرتے ہیں
زندگی سے نکال کر مجھ کو
وہ مرا انتظار کرتے ہیں!

تشبیہ

جھیل سی گہری آنکھوں میں
کاجل پھیلا رہتا ہے
جیسے ہجر کے چرخے سے
اس نے سیاہی کاتی ہو

یاد

رات کا دامن پھیلا تھا
یخ بستہ سا جھونکا
ہوا کا گزرا تھا

جب تم یاد آئے

پروا

یہ کیسا شہرِ نا پرساں!
جہاں بوئی گئی ہے فصلِ بے موسم
فضائے بے حسی ہے

پری کے جھیل میں گرتے ہیں آنسو
کہ اس کا چاند اب دکھتا نہیں
اس آئینے میں

بسیرا رات کی تاریکیوں کا ہے یہاں پر
کسی کی سبز آنکھوں میں
عجب بے نوری چھائی ہے

مگر کوئی نہیں ہے
جو یہ منظر دیکھ کر بولے
مگر کوئی نہیں جو۔۔۔۔

O

سوادِ کرب میں پھیلی ہے تیرہ شب جاناں!
اداسیوں کے لیے چاہیے سبب جاناں

وہ ایک لڑکی یہاں دیکھتی تھی راہ تری
گزر گئی ہے جہاں سے تم آئے اب جاناں؟

ہمیشہ نوحہ سنیں گے جدائیوں کا ہم؟
کبھی سنائیں ہمیں نغمۂ طرب جاناں

کہیں خیال تمہارا جو دل میں آتا ہے
(تیرا خیال جو آتا ہے دل میں چپکے سے)
(آپ کے مصرعے میں شتر گربہ ہے اس لیے مصرعہ تجویز کیا ہے۔)
تو ڈھونڈتا ہے یہ دل تیری ایک چھب جاناں

نوازشوں پہ تمہاری ہے چشمِ نم حیران
جو آئی یاد مری تم کو بے طلب جاناں

O

حسن کتنا بھرا تھا منظر میں
دل نے دیکھا بھی کیا ستمگر میں

آج روئیں گے پھر شبِ ہجراں!
اک تلاطم ہے قلبِ مضطر میں

دھوپ چھاؤں کی کس کو کیا معلوم
کون جانے ہے کیا مقدر میں

بت تھا پیشِ نظر روایت کا
کون ڈھلتا جدید پیکر میں

مجھ کو تنہائیوں نے گھیرا ہے
دل تو لگتا نہیں ہے اب گھر میں

کوئی ذرہ ہے اپنی ذات میں گم
روئے ہے پیاس کو سمندر میں

O

ایسے کہاں کوئی کہ جیسے ہم لڑے
دردِ جدائی ہم لئے ہر دم لڑے

بے فیض ہے تکرار ''میں'' کی دوستو
کیوں بے سروپا بات پر عالَم لڑے

کوئی تو دل میں بھی چھپا ہے اضطراب
وہ آج پھر مژگان و چشمِ نم لڑے

بچے مرے ڈرنے لگے ہیں نیند میں
آپس میں ہم کل رات جو باہم لڑے

پہلے نمک پاشی کی زخموں پر مرے
پھر ہاتھ میں اپنے لیے مرہم لڑے

کیوں بے اماں ہے پھر یہ شامِ زندگی
ہر زاویے سے زندگی کے ہم لڑے

آس

ایک شہزادی
جس کی جھیل سی آنکھوں میں
کوئی خواب سنہری تھا
اور پلکوں پہ اس کی غم کا پہرہ تھا
اجلا من تھا
جس کا سارا جیون ایک کٹہرا تھا
کچھ یادوں کے پھول تھے جن کا
کانٹوں سے رشتہ گہرا تھا
الجھی الجھی شاموں میں

آس کا دل میں ڈیرا تھا
اک انجانی دنیا، جس میں
رنگ تھے بیتے لمحوں کے
ان رنگوں میں بھیگ کے
اپنے خال وخد کو بھلا بیٹھی تھی

آئینے میں خواب کے رنگ سجا بیٹھی تھی

سہنے دو

اپنوں کی سازشوں سے
پریشان زندگی
اپنی زلفیں سنوارنے کو
کسی کو پکارتی ہے

جدائی کے سمندر میں
اک سرخ جزیرے پر
کسی نغمہ خواں کی
تلاش میں سرگرداں
بلبلیں کسی ہیولے سے
کبھی تو کچھ کہتی ہیں

اور کبھی یونہی
چپ رہتی ہیں

کچھ شرارے من میں
میرے رہنے دو
دکھ سہنے کی شے ہے
سوان کو سہنے دو

گھٹن

اک دن میں نے
کہا اس سے
ہے میرا دل اداس بہت

کہنے لگا وہ
میں بھی افسردہ ہوں

کہا میں نے
دل اتنا اداس ہے کہ گھٹن سے سانس نہیں آتی

وہ کہنے لگا
دل میرا بھی ڈوب رہا ہے

بولی میں
لگتا ہے آج
ساون آنکھوں سے برس پڑے گا

وہ کہنے لگا
پر آنکھ تو بوند سے خالی ہے
تم رکھنا سمندر دل میں

میں بولی
کیسے

کہا اس نے
یہ اشک تو کوئی دیکھے ہی نہیں

پوچھا میں نے
چھپاوں مگر اداسی کیسے
وہ بولا
سب کچھ بھلا کر

کہ میں تجھ سے بات کروں گا

قیدی

محصور ہوں میں
شہرِ تمنا میں
جس کا در تیرے آنگن کے سوا
کہیں نہیں کھلتا

O

بات ایسی بھی کیا ہے صورت میں
ڈوبے رہتے ہیں ان کی چاہت میں

حال بتلائیں تم کو کیا اپنا
بے قراری سی ہے طبیعت میں

بات کیجیے ٹھہر ٹھہر کے ذرا
بات ہوتی نہیں کدورت میں

دل کی بستی میں چل کے آؤ کبھی
رنگ بکھرے ہیں اس ریاست میں

در پہ بیٹھے ہیں تیرے دیوانے
اک نگاہِ کرم کی حسرت میں

بس تمنا ہے یہ مرے دل کی
عمر گزرے نبیؐ کی مدحت میں

O

جلتا دیا ہواؤں کے محضر میں آ گیا
منظر میں ایک رنگ تھا، پیکر میں آ گیا

سورج ابھی تو راہ میں تھا جانے کس طرح
دستک دیے بغیر مرے گھر میں آ گیا

اپنے پرائے چھوڑ کے سب مجھ کو جا چکے
کیسا یہ موڑ میرے مقدر میں آ گیا

لڑنے سے پہلے ہی سبھی ہارے ہوئے ہیں لوگ
خوفِ شکست کیسا یہ لشکر میں آ گیا

جتنے بھی خواب تھے مرے خوابوں میں رہ گئے
منظر یہ کیسا خواب کے منظر میں آ گیا

میں نے حنائی پاؤں کو پانی پہ کیا دھرا
قوسِ قزح کا رنگ سمندر میں آ گیا

سوال؟؟؟؟

یہ پوچھتی ہوں
گاہے گاہے پوچھتی ہو
مائی رے!

بدن پہ رینگتی رہیں گی
بے حسی کی چیونٹیاں؟
خیال وخواب میں رہیں گے واہمے؟

یہ اشک کیارواں رہیں گے دائمی؟
ہر ایک پل رہے گا ساتھ
یہ گمانِ بے بسی؟

نشاں جو دل پہ بن گئے ہیں
یہ سیاہ رنگ دھول
کیا یونہی بنی رہے گی؟
زخم یوں ہرے رہیں گے

کیا دعا کی جھیل میں کبھی کوئی پری رہے گی؟
چاند کیا کھلا رہے گا؟
روشنی پڑی رہے گی؟

مائی رے!
بتاؤ مجھ کو
مائی رے!!!!!

انا

دور شفق کے پار نہ کوئی لالی ہو
دھندلکے میں آس کا سورج خالی ہو

جب چندا ہو اور نہ ہو تارا کوئی
جیون رت ہو رات کی چادر کالی ہو

آنکھ میں سپنا ہو نہ ہی خواب سوالی ہو
انہونی کے خوف نے نیند چرا لی ہو

ندی کنارہ ہو نہ سہارا بانہوں کا
دور تلک دکھتی نہ کوئی ہریالی ہو

ایسے میں تم میرے پاس چلے آنا
سچے جذبوں کا تجھ کو انبار ملے گا

تجھ کو سچا پیار ملے گا
دل کا دل سے تار ملے گا

سرخ گلوں کی اس بستی میں
تجھے نہ کوئی خار ملے گا
ہر کوچہ گلنار ملے گا

کمی (ثمر)

آج بھی میں ایک آوارہ درد لیے
کھوئی کھوئی سی پھرتی ہوں
ظلمت شب کے شبستانوں میں
جانے کس غم کا سایہ ہے مجھ پر
دل پژمردہ سا لگ رہا ہے
آنکھیں اشکوں کی برسات لیے
برسنے کو تیار کھڑی ہیں
جانے کیا کھو گیا ہے مجھ سے
کس کی تلاش میں
یوں آوارہ پھرتی ہوں
ہاں یاد آیا
تم جو نہیں ہو

یادوں کے ملبے (ثمر)

اس سکوت صبح و شام سے
کبھی کبھی گھبرا کر
انجانے خواب کے راستے پر
جب میں چل پڑتی ہوں

تجھے یہاں نہ پا کر
یادوں کے جنگل میں جا نکلتی ہوں
جب تیرے ہاتھ تھے
میرے ہاتھوں میں

جب سوچ کے سب دھارے مرکوز تھے تجھ پر
سب رنگوں میں فقط تم تھے
برستی بارشوں میں تیرا چہرہ تھا
تم تھے

مگر جانے کیا ہوا
بدگمانی کا ہیولا سا اٹھا کہیں سے
خوابوں سمیت تجھ کو مجھ سے دور
میرے وہم و گماں سے بھی
بہت دور لے گیا

اب میں ہوں
تیری یادوں کے کھنڈر پہ
ہر روز نیا دیا جلا کر دعا کے لیے
ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں

چہرہ

سب رنگوں میں
سب پھولوں میں
سب غزلوں میں
سب نظموں میں
سب شہروں میں
سب چہروں میں

ایک ہی چہرہ یاد ہے مجھ کو
اور وہ چہرہ تیرا ہے

زرد لمحوں کی گفتگو

رات کے پچھلے پہر بیٹھی ہوئی ہوں کب سے
کوئی آواز نہ آہٹ ہے کوئی
دور تک پھیلی ہوئی درد کی تنہائی ہے
میری پلکوں پہ چمکتے ہوے بے نام سے خواب
تیری یادوں کے سنہری لمحے
تیرے احساسِ جدائی کا بھرم رکھتے ہیں
زرد لمحوں کے عذابوں کا ستم سہتے ہوئے
اپنی تنہائی کے احساس سے ڈر جاتی ہوں
اور پھر چپکے سے مر جاتی ہوں

بے بسی! اے بے بسی!

خاموش اندھیرے میں
آواز کہاں سے لاؤں
خوش رنگ سویرے میں
وہ ناز کہاں سے لاؤں
اک آس گھنیرے میں
دم ساز کہاں سے لاؤں

معلوم نہیں تم کو
اس دل کے اجالے میں
خوش رنگ زمانوں کے
سب ناز تمہارے ہیں
آواز کی لہروں پر
سب ساز تمہارے ہیں

فسوں

اس چرخِ نیلی فام تلے
اک جھیل دعاؤں کی
کچھ خواب لیے ہاتھوں میں کھڑی
اک مست جواں لڑکی

اک نیلی شاخ گلاب سے
اک سرخ گلاب تلک
اک خواب کا نذرانہ

اک روز سکوتِ شب
بنتا نہ جو آئینہ

اک ساحرِ مستانہ
اس مست کی مست نگاہوں کا ہوتا نہ جو دیوانہ
دیوانے کی اپنی رمز
اور رمز کی چار دشائیں
پر چاروں دشائیں ایک سی

سب رنگ ہوئے نیلے

اعتراف

کس کس رنگ میں (کیسے کیسے رنگ میں)
گزرے لیل ونہار (ہیں گزرے مرے دن رین
کب کس کو ہے ملی کس کو یہاں مل پائی ہے
من چاہی یہ بہار رنگوں بھری بہار
کس سے سب میں کہوں کس سے میں یہ سب کہوں
میرے پالن ہار اے میرے پالن ہار
اجلی اک ردا پر اُجلی ایک ردا پر
جو ہیں داغ ہزار کیوں لگ گئے داغ ہزار

قحط

چھپے رہتے ہیں دل میں بھید
الفت، پیار، طاعت، فرماں برداری
محبت، عشق، قربانی، وفاداری
کے ملبوسات کے اندر
جہاں پہ سننے والا کوئی بھی نہیں ہوتا
نہ ہونٹوں پر کوئی آواز ہوتی ہے
مگر اہلِ قلم میں ایک دیوانہ
جو سننے میں سماعت، بولنے کو اپنے لب آزاد رکھتا ہے
زمینِ حق کو احساسات سے
آباد رکھتا ہے
مگر پھر بھی جب ہم مفہوم کو الفاظ کے

جنگل سے لاتے ہیں
تو ایسے میں قحطِ فہم کا احساس ہوتا ہے
زباں فریاد کرتی ہے
وہ لمحہ خاص ہوتا ہے
مری پُرشور خاموشی

سکوں کو یاد کرتی ہے

آج کے لوگ

کچھ ایسے جیون
میں زندگی سے
نمٹ رہے ہیں
کہ طرفہ الفت
کے دائروں میں
سمٹ رہے ہیں
جو دیکھو باہر سے خوبصورت
بدن ہے سالم
پہ دھیرے دھیرے
سب اپنے اندر
سے کٹ رہے ہیں

سنوں تو دھیمے
سے رس بھرے ہیں
سبھی کے لہجے
جو سمجھو تو اپنی گفتگو میں
یہ پھٹ رہے ہیں
گھٹن میں دنیا کی
رشتے ناتوں کی ٹھنڈکوں سے
گریز کر کے
جہان بھر کی کثافتوں سے
لپٹ رہے ہیں
محبتوں کے
حسین محور سے ہٹ رہے ہیں
عجیب ہیں لوگ
عصرِ حاضر میں
ساتھ میرے

غم

رم جھم، رم جھم
بارش کے قطروں سی
پڑتی ہیں
دل پر بوندیں
اور
آنکھوں سے
رواں ہے پانی
غمگین سا ہے
آسماں پر چاند
آج
ہے ساتویں شب
محرم کی

چند اشعار

سوکھی پڑی ہیں بستی کی اب جھیلیں سب
لوٹ کے کھا گئے غلہ کوّے چیلیں سب

حرفوں حرفوں ، جھوٹ ملّمع کاری ہے
کائی زدہ ہیں لفظوں کی زنبیلیں سب

کاٹنے والے پیچ لڑا کر کاٹ گئے
ضائع ہوئیں ہیں کنکوّے کو ڈھیلیں سب